رجسٹرڈ نمبر ال ۴۰۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

[illegible]

۱ر	۸ر
سالانہ چندہ	فی پرچہ

جلد ۴	کاکوری یکشنبہ یکم اگست ۱۹۳۷ء مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ	نمبر ۷

پپیہا

(از مولانا قدر کاکوروی از اورنگ آباد)

دل دُکھاتا ہے مرا | پی کہہ کے کیوں جلاتا ہے
سُن پپیہے باؤلے | تو کیوں ملار یں گاتا ہے ۔۔۔ دل
یہ تری آواز ہے یا نوک اک نشتر کی ہے | ہے تو ننھا سا مگر تیری زباں خنجر کی ہے
چھیڑتا ہے کیوں سبھے | کیوں اسقدر اترائے ہے ۔۔۔ دل
کھولتا ہے کیوں کسیکا راز چپ بے حیا | میری سنتا ہی نہیں آئی ہے کیا تیری قضا
کس لئے کہہ کہہ کے پی | دل کو مرے تڑپائے ہے ۔۔۔ دل
ہیں اگر کتنی تو ہر صورت سے کتنا تھا بجا | یہ مجھے بتلا کہ تو "پی" وہ کے رلاتا کون تھا
بند کر اپنی زبان | کیوں خار مجھپر کھائے ہے ۔۔۔ دل
عشق میں یہ حال ہے سب ختم ہوا لے مجھے | نام "پی" کا کیا لیا ہیں ٹکڑے ٹکڑے کردے
کہہ کے پی، تو آتش | دل کیوں لے بھڑکائے ہے ۔۔۔ دل
آکلیجے سے لگا لوں لیں مرے درد | آم پر کیا خفر میری تھا تمکنت زرد ہے
از میں اسس ہے اور مجھ میں شل مضطر ہائے ہے ۔۔۔ دل

محبت کے چند پھول موج کو

از ساقی کاکوروی

لے حسن کے سمندر کی موج ۔۔۔۔ میں تجھے سمجھنے سے قاصر ہوں معلوم نہیں تو کیا ہے ۔۔۔۔ موج ۔۔۔۔ سمندر میں ہل چل مچا دیتی ہے۔ جہازوں کو الٹ دیتی ہے ۔ انسان کو گھبرا دیتی ہے ۔ اسیطرح تو بھی لے حسن کی موج!

میرے ہوش و حواس میں ہل چل مچا دیتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے صبر و سکون کی دنیا برباد کر دیتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن ۔۔۔۔۔۔۔ اس پر بھی

۔۔۔۔۔۔۔ تو ۔۔۔۔۔۔۔

کتنی دلکش ہے ۔۔۔۔ کسقدر روح افزا ہے ۔۔۔۔ کتنی حیات آفریں ہے ۔۔۔۔ کبھی میں تجھ سے کھیلا کرتا تھا ۔۔۔۔۔ تجھ سے پہروں اپنا دل بہلایا کرتا تھا ۔۔۔۔ لیکن اب ۔۔۔۔۔ تو پاس بھی نہیں آتی ۔

۔۔۔۔۔۔۔ آہ ۔۔۔۔۔۔۔

اب تیری باتیں کس سے کہوں ۔۔۔۔ مجھکو تو کچھ ہے مسرت تجھ ہی سے کہنا ہے وہ کس سے کہوں ۔۔۔۔ اگر تیرا اشارہ ہو تو ۔۔۔۔ تجھ کو وہ کنول جو کنداے میرے سینے میں حسرت تجھ ہی پر نثار کرنے کے لئے بنایا ہے پیش کردوں ۔۔۔۔

لے حسن کی دلفریب موج ۔۔۔۔۔ آ ۔۔۔۔ اور مجھکو بھی اپنے ساتھ بہا لیجا ۔۔۔۔۔ دور ۔۔۔۔ بہت دور ۔۔۔۔ جہاں حسرتیں تو اور میں تنہا ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۴ | کاکوری اخبار | نمبر ۳

وقت کی ضرورتیں

(از مولوی صلاح الدین احمد صاحب اثر)

کاکوری اخبار کے لئے مضمون لکھتے وقت الفاظ کے خرچ کرنے میں بہت خست سے کام لینا پڑتا ہے کیونکہ ہر وقت اسکا اندیشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں مضمون طویل اور بسیط نہ ہو جائے اور کاکوری اخبار کے صفحات اسکی اشاعت سے قاصر رہ جائیں۔

اسی اصول کے تحت میں نے بزرگ محترم الحاج مولوی اسحاق علیصاحب علوی کے ۲۰ جون سنہ ۳۰ء والے مضمون کے جواب لکھنے میں مضمون کے ہر ہر پہلو پر نظر رکھتے ہوئے بہت ہی مختصر طریقہ الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کے ایک رخ کو ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی، میرا وہ مضمون ۱۰ تمبر کے کاکوری اخبار کے ذریعہ ناظرین کی خدمت میں پہونچ چکا ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ اس سے محض یہ نتیجہ کہاں سے اخذ کر لیا گیا کہ میں اسباب کو قطع تعلق کر کے تقدیر پر بھروسہ کر لینے کی تعلیم دے رہا ہوں، بزرگ محترم مولوی اسحاق علیصاحب کا مضمون خود ہی اسباب کی موجودگی کے باوجود ناکامی کے وجوہات پر تبصرہ چاہتا ہے۔ فرماتے ہیں

"اب زمانہ بدل گیا ہے تو انگریزی اور اردو میں علوم مروجہ حاصل کئے جاتے ہیں اور اگر تو جنتی کی ڈگریاں مہیا فراہم کی جائیں تو بے خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ جدید تعلیم کے لحاظ سے ہمارا قصبہ اپنی آپ نظیر ہے۔ اور وہ علم مصور کا مستورات میں [illegible] نکلے جو اس باب میں ہمارا افتخار بلند کر سکینگے - الخ"

اب فرمائیے کہ یہ اسباب کی موجودگی تسلیم کی جائے گی کہ نہیں؟ اگر تسلیم ہے تو جیسا کہ میں نے عرض کیا میرا جواب بھی تو تھا - رع -

[illegible] تقدیر بھی ہے

ورنہ کیا معنی کہ اسباب مہیا ہوں اور نتائج عمدہ برآمد نہ ہوں؟

اب رہی یہ بحث کہ ان اسباب کی موجودگی کے باوجود تقدیر کے علاوہ کوئی اور سبب ظاہری بھی ہماری ناکامی کا ہے تو وہ ہماری نیات، اخلاق اعمال، ترتیب دماغی، ذہنیتیں اور حیثیں ہی ہو سکتی ہیں۔ ان کے متعلق میں پہلے ہی حافظ کی زبان سے سو سال قبل کا دلدوز نغمہ آپ لوگوں کے گوش گذار کر چکا ہوں، اب اگر آپ اسکو پامال طرح سمجھکر سننا نہیں چاہتے تو لیجئے موجودہ سروں کی گت بھی سنئے۔

میرے خیال میں سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ ہمارے قصبہ میں ہر چند کہ اعلے تعلیم یافتہ اصحاب کی کمی نہیں لیکن ان بیچاروں میں اپنے بزرگوں کے فیضان صحبت کے باعث موجودہ دور کے مطابق جدوجہد کرنے کی صلاحیت نہیں پیدا ہوئی ہے، اب زمانہ بہت بدل گیا ہے۔ اور چودھویں صدی آگئی ہے۔ چودھویں صدی کے متعلق جو پیشینگوئیاں آپکی مقدس کتابوں میں ہیں ان پیشینگوئیوں کے مطابق ہم اپنے آپ کو اب تک ثابت نہیں کر سکے ہیں۔

آجکل ننگوں کا راج ہے، برہنگی کی تعلیم عام ہے۔ حیا اور شرم کو معیوب بھی قرار دیا جاتا ہے زناکاری کا بازار گرم ہے نہ صرف یورپ میں بلکہ خود آپکے مقدس ملک ہندوستان میں۔ نہ صرف مردوں میں بلکہ عورتوں میں بالخصوص کنواری کنیاؤں میں اور اس تلاطم میں شریف اور رذیل سب برابر ہیں، صرف کسیکا راز فاش ہو گیا ہے اور خدا نے کسی کا پردہ فاش نہیں کیا ہے۔

مس میو، امریکی خاتون کی مشہور تصانیف "مدر انڈیا" Mother India اور "فیس آف مدر انڈیا" Face of mother India کے ناظرین پر یہ امر روشن ہے کہ اس نے ہندوستانیوں پر کوئی الزام یا اتہام نہیں لگایا بلکہ اسکی وہ تصانیف حقیقت سے بھری ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ اس نے اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھا اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا نکالنے کی کوشش کی ہے مگر اسکی صداقت سے انکار کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔

اخبار بین طبقہ شاہد ہے کہ دور حاضرہ کی تعلیم نسواں کے ساتھ ساتھ آزادی نسواں بھی کس قدر سرعت کے ساتھ ترقی کے مدارج

بڑھ رہی ہے۔ آئے دن اغوا کے واقعات سے روزنامجات کے کالم سیاہ رہتے ہیں اور اسکا نام ترقی نسواں قرار دیا گیا ہے سمجھا جا رہا ہے کہ ہندوستانی خاتون ترقی کے میدان میں یورپ کے ہم پلہ ہوتی جا رہی ہے لیکن یہ غور نہیں کیا جاتا ہے کہ کیونکر؟

صدہا واقعات ایسے ہیں جو محدود حلقوں میں ہو کر رہ جاتے ہیں جیسے عام دنیا بالکل لاعلم رہتی ہے اور ان سے وہ محدود دائرہ ہی باخبر رہتا ہے جو کسی طرح پر اس حلقہ سے تعلق رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ بہت سے واقعات ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایک آدھ بار عالم ظہور میں آئے ہیں اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پس پردہ رہ جاتے ہیں۔ جن سے کرام کاتبین یا ان نام نہاد ہستیوں کے سوا ــــ کہ جن کا دامن ان میں آلودہ ہوتا ہے۔ کوئی واقف راز نہیں ہوتا یعنی وہ واقعات ہماری سماعت سے کوسوں دور رہکر فنا ہو جاتے ہیں۔

اب فرمایئے اس عہد ترقی و تمدن میں ہم کم ساز ربیت باعزت لوگ زندگی کی تگ و تاز میں کیونکر پیش پا سکتے ہیں۔

بدقسمتی سے ابھی ہماری "کاکوری" اسقدر متمدن بھی نہیں ہو سکی ہے، البتہ اب یہ کچھ ترقی کے میدان میں قدم رکھتی نظر آ رہی ہے یہاں بھی تعلیم نسواں کا چرچا ہوتا جا رہا ہے اور مدرسۂ نسواں کا سنگ بنیاد پڑ گیا ہے، ابتدائی تعلیم کے دو مدرسے قائم ہو چکے ہیں۔

اب تک گھروں میں جیسے بڑے بوڑھے ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کے زیر سایہ تربیت و تعلیم پائی ہوئی بیچاری لڑکیاں اس قابل کہاں تھیں کہ وہ اس متمدن دنیا کے لئے اپنے سپوتوں کو تیار کر سکیں۔ اس میں شک نہیں کہ سوسائٹی کے گندہ جراثیم کا اثر ــ جو قصبہ کے باہر سے کاکوری میں وقتاً فوقتاً درآمد ہوتا رہا ہے ــ کے باعث ہمارے قصبہ نے بھی کچھ خراب مثالیں پیش کی ہیں لیکن انکی تعداد ایسی ہے جیسے دال میں نمک یعنی چار فی صدی سے بھی کم اور جس طرح تالاب کی ایک مچھلی کے گندے ہونے سے سارے تالاب کو گندا کیا جا سکتا ہے اس اعتبار سے "کاکوری" کو بھی چاہے گندہ کہہ لیا جائے لیکن اگر معائب کے مقابلہ میں محاسن کو وزن کرنے کا نظریہ صحیح ہے تو ابھی تک "کاکوری" کے لڑکے اور لڑکیوں میں پرانی تہذیب و تمدن، حیا اور شرم کا پلہ ہی بھاری ملے گا لڑکیوں بیچاریوں کا تو ذکر کیا یہاں کے لڑکے بھی باوجود اس کے کہ وہ "کاکوری" میں کتنے ہی ذلیل و خوار نگاہوں سے کیوں نہ دیکھے جاتے ہوں لیکن اگر وسیع النظری سے کام لیا جائے تو دوسرے قصبوں اور شہروں کی لڑکیوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکبازی اور شرم و عفت کے قدر شناس ملیں گے۔

یہ زمانہ جس سیلاب کی رو میں بہتا چلا جا رہا ہے اس سے خدا کی پناہ اگر تہذیب و ترقی اسی کا نام ہے تو بے شک وہ ہم لوگوں کو کہاں نصیب۔ آجکل بازار میں جس جنس کی مانگ ہے وہ ہم لوگوں کے پلہ نہیں۔

ہم لوگوں کے لئے تو یہی مناسب ہے کہ بس موجودہ دور کی تعلیم و تعلم سے فائدہ اٹھائیں علوم و فنون سب سیکھیں لیکن تربیت کے معاملہ میں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور اپنی مذہبی اور معاشرتی روایات کو زندہ رکھیں اور انہیں استوار بنیادوں پر اپنی ترقی کے ایوانوں کو قائم کریں اس سے بہتر اسباب ہمارے لئے کوئی نہیں ہو سکتے۔ انہیں اسباب کے جمع کرنے میں ہم کو کسی بلیغ سے کام لینا چاہیے اور محض دنیاوی جاہ و ہوس کے پھندے میں پھنسکر موجودہ دور کے مطابق لائحہ عمل تیار کرنے کی کوشش سے باز رہنا چاہیے، کوشش وہیں تک اچھی جہاں تک اپنا ضمیر اور اپنا وجود مگر وہ نہ ہو سکے اس کے آگے یہ سمجھنا چاہیے کہ تقدیر الٰہی بھی کوئی چیز ہے۔

جس طرح کہ باغبان باغ کی آرائش کی غرض سے ایک درخت کو کاٹتا چھانٹتا ہے اور دوسرے کو لگاتا اور سینچتا ہے اسی طرح تقدیر الٰہی باغ عالم کی روشوں اور کیاریوں کو اپنی بوٹوں سے طرح طرح مزین کرتی رہتی

کسی پودے کو خشک کرتے کرتے نیست و نابود کر دیتی ہے اور کسی سوکھے اور مرجھائے ہوئے انکوے سے ایسا ہرا بھرا پھلا دار درخت تیار کرتی ہے کہ وہ تمام باغ پر چھا جاتا ہے اسکی نمک سے باغ کا گوشہ گوشہ تختۂ گلزار بن جاتا ہے اور اسکی بدولت اس کے اور گرد کے خس و خاشاک تک میں روح پڑ جاتی ہے اور وہ تر و تازہ ہو جاتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ قصبۂ کاکوری میں ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے اور تقریباً وہاں کے ہر باشندے کا چہرہ اُترا ہوا ہے اور وہ ناکامی کے ایک ایسے عظیم الشان دور سے گذر رہا ہے کہ جس کا وہم بھی اسکی گذشتہ عظمت کی داستانوں کے سننے والوں کے حاشیۂ خیال میں نہیں آ سکتا تھا مگر بایں ہمہ میں تو یہ کہوں گا کہ ہماری ناکامی اور پستی بھی دوسروں کی کامرانیوں اور سربلندیوں سے بالاتر ہے اور بقول اکبر الہ آبادی کے ؎

"ہر چند بگولہ مضطر ہے، ایک جوش تو اسکے اندر ہے"
"اک رقص تو ہے، اک وجد تو ہے، نام سہی، برباد سہی"

البتہ اسوقت ہم کو سر پر ہاتھ رکھکر رونا پڑے گا جبکہ ہم موجودہ تہذیب و تمدن کے بازار میں ضمیر فروشی اور بے حیائی کی دوکان لگائیں گے اور اپنے بزرگوں کے قدیم لائحۂ عمل یعنی

"باطن میں ابھر، کر ضبط فغاں، لے اپنی نظر سے کار زباں
دل جوش میں لا، فریاد نہ کر، تاثیر دکھا، تقریر نہ کر"

سے گریز کر کے شاہراہ ترقی کو ٹھوکر مار دیں گے اور آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھوں کی پیروی کو اپنا طغرائے امتیاز بنا لیں گے۔

اگر اس کے علاوہ کوئی اور وجہ مانع ترقی ہے تو للہ مجھکو سمجھاؤ کہ وہ کون سے جدید مصائب ہم نے پیدا کر لئے ہیں جن سے ہماری ترقیوں کی راہ کھوٹی ہو رہی ہے اور ہمارے بزرگوں میں وہ کون سے خصوصیات تھے جن کی بنا پر وہ ترقی، ترقی، ترقی کرتے رہے۔

فقط

انتقال

گذشتہ اشاعت میں ہم ڈاکٹر اشفاق علی خلف خان بہادر منشی اشتیاق علیصاحب خویش منشی تجمل حسین صاحب مرحوم کے انتقال کی خبر درج کر چکے ہیں اب اطلاع ملی ہے کہ منشی اشتیاق۔ایم بی۔ای۔ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر (پنشنر) گذشتہ ہفتہ میں دفعتاً بمقام جلپور انتقال کیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر اشفاق علی جن کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ والدین کے نہایت مطیع و فرمانبردار اور بہت ہونہار و جفاکش تھے کا صدمہ اشتیاق علیصاحب برداشت نکر سکے جو والدین اس ضعیفی میں بہت ہی دلخراش تھا اور دو تین ہی ہفتہ کے اندر ہونہار بیٹے سے ملنے کے لئے رخصت سفر باندھا۔ منشی اشتیاق علیصاحب بڑی خوبیوں کے انسان تھے اور اپنے اصولوں کے سختی سے پابند۔ مرض ذیابیطس میں مبتلا تھے جس نے بہت نحیف و کمزور کر دیا تھا کہ جوان بیٹے کا صدمہ برداشت نکر سکے۔ ہم کو اس حادثہ کا دلی رنج ہوا۔ خداوند کریم مرحوم کی مغفرت فرمائے اور بیوہ و صاحبزادوں اور صاحبزادیوں و دیگر اعزہ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

گذارش

اکثر مضامین نگار صاحبان ایک ہی کاغذ پر دو علیحدہ علیحدہ مضامین یا غزلیں روانہ کر دیتے ہیں۔ کتابت کے وقت سخت دقت پیش آتی ہے۔ اس طرح عموماً ایک ہی مضمون یا غزل درج ہونا ممکن ہے۔ امید کہ آئندہ براہ عنایت ہر مضمون یا غزل الگ الگ کاغذ پر آنا چاہیئے تاکہ عدم اشاعت کی شکایت نہ ہو

"اڈیٹر"

بیکسی

(از آنسہ عفت بانو عباسی سلمہا)

صبح کا سہانا وقت ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں دلکو فرحت بخش رہی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ غریب و مصیبت زدہ شمیمہ جسکی عمر سولہ برس کی ہوگی بیٹھی ہوئی اس فرحت بخش منظر کو اپنی رنج بھری نگاہوں سے دیکھ رہی ہے اور رو رہی ہے کہ اتنے میں اسکو کسی کے قدموں کی آہٹ معلوم ہوئی، غریب شمیمہ دیکھنے لگی اور کہنے لگی۔

شمیمہ! یا اللہ یہ اسوقت کون آتا ہے کاش کوئی میری مدد کے واسطے آتا ہو؟ یا اللہ کیا میں ہمیشہ تیری رضا پر راضی نہیں رہی کیا میں نے تیری عبادت نہیں کی۔ کاش تو مجھ کو اپنے پاس بلا لیتا غریب و بیکس شمیمہ ابھی اپنا جملہ ختم نہ کر چکی تھی۔ کہ اسکا ظالم دغا کار باپ آن موجود ہوا اور کہنے لگا۔

باپ۔ شمیمہ تو یہاں کیا کر رہی ہے گھر چل کر اپنی مہربان ماں کا ہاتھ بٹا۔

شمیمہ۔ نہیں ابا جان میں نہیں جاؤنگی خدائے پاک کسیکو بھی ایسی سوتیلی ماں نہ دیتا۔

باپ۔ کیا اب بھی تو وہیں نہ جائیگی اور اپنی ہٹ پر قائم رہیگی جا جہاں تیرا جی چاہے۔

یہ کہکر باپ چلا گیا۔ اور شمیمہ نے اپنی رضائی اٹھائی اور ایک طرف کیطرف چل کھڑی ہوئی۔ یہ جاکر ایک جھونپڑی کے پاس بیٹھ گئی اور اپنی حقیقی ماں کے آغوش شفقت کو یاد کر کے رونے لگی۔ اس جھونپڑی میں ایک جوگن رہا کرتی تھی اس نے جو اسکی صدائے گریہ سنی باہر نکل کر پوچھا۔ جوگن۔ یہ کون مصیبت زدہ میری جھونپڑی کے پاس بیٹھا ہوا بیقراری سے رو رہا ہے۔

شمیمہ۔ مائی میں ایک مصیبت زدہ ہوں اگر آپ اجازت دیں تو اندر چلی آؤں۔

جوگن۔ ہاں بیٹی چلی آؤ۔

شمیمہ (جھونپڑی کے اندر جاکر) مائی میں آپ کی بڑی شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری خبر لی۔

ناظرین، یہ تو سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ شمیمہ شریف گھرانے کی نیک چلن لڑکی ہے۔ سوتیلی ماں کے مظالم برداشت نہ کر سکی نکل بھاگی۔

سورج ڈوب چکا ہے غریب و مصیبت زدہ شمیمہ جوگن کے پاس بیٹھی ہوئی اپنی غم و الم کی داستان یوں بیان کر رہی ہے۔

شمیمہ۔ جب میری عمر ۹ سال کی تھی کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا میں اپنی ماں کو یاد کر کے ہر وقت رویا کرتی تھی۔ میرے والد نے یہ رنگ دیکھا کہ میرے گھر میں اللہ کا دیا سب کچھ ہے مگر میرے دل کو کسی طرح پر تسکین نہیں تو والد نے دوسری شادی کی اور میری سوتیلی ماں صاحبہ گھر میں تشریف لائیں میرے اوپر ظلم کرنے لگیں۔ ذرا ذرا سی بات پر میرے والد کو بہکانا شروع کیا اب میرے والد کو بھی میری طرف سے بیرخی پیدا ہوگئی ایک دن بارہ بجے رات کو ماں صاحبہ نے مجھے جگا کر حکم دیا۔ کہ پیر داب میں نے پیر دبانا شروع کئے انھوں نے میرے بدن میں آگ لگادی جب میں شدت کرب سے تڑپنے لگی۔ تو میرے والد کی بھی آنکھ کھلی اور پوچھا کہ کیسے آگ لگی، ماں نے جواب دیا خود ہی لگالی۔ ماں صاحبہ کے کہنے کو باور کر کے کچھ خیال نہ کیا۔ مہینہ بھر میں اسیطرح تڑپا کی جب میرے زخم اچھے ہو گئے گھر سے نکل بھاگی۔ ؎

کبھی ہم تھے کہ ڈنکا تھا ہمارا سارے عالم میں
وہی ہم ہیں کہ اب پھرتے ہیں بے نام و نشاں ہوکر

یہ شرح سنکر وہ کسی غیر معمولی تکلیف سے لیٹ گئی اور سو گئی چونکہ رات زیادہ آگئی تھی جوگن بھی سوگئی صبح اٹھکر جوگن نے شمیمہ کو جگایا تو اسکی روح پرواز کر چکی تھی افسوس صد افسوس ؎

صبح تک وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے باد صبا
یادگار رونق محفل تھی پروانے کی خاک

عجائب وغرائب

تخت برطانیہ پر جب کوئی نیا بادشاہ بیٹھتا ہے تو تاج میں اسکے سر کے مطابق ضرور تبدیلی کیجاتی ہے۔

روسیوں نے اپنی داڑھیاں آزاد دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور ۵۰۰ حجام اس کام کے لئے زیر تربیت ہیں

حال ہی میں ایک جراثیم کش سرو شعاع دریافت ہوئی ہے جو عمل جراحی کے وقت مریض کے آس پاس ڈالی جاتی ہے اور اس سے فضا میں اُڑانے والے جراثیم از خود فنا ہو جاتے ہیں۔

جاپان کی آبادی ۱۹۲۵ء میں اتنی بڑھ گئی ہے کہ دنیا کا کوئی ملک اس اضافہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہاں فی گھنٹہ ۴۴ پیدائش کا اور ۲ ۱۱۳ اموات کا اوسط پڑتا ہے۔ اسوقت جاپان کی آبادی سات کروڑ کے قریب ہے۔

کاغذ کی برساتیاں جنھیں کوئی خاص تیل ملکر طیار کیا جاتا ہے جاپان کے اندر بارہ بارہ آنے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ انکو لپیٹ کر نہایت چھوٹے پکٹ میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ نہ ان میں شکن پڑتی ہے اور نہ وہ آسانی سے پھٹتی ہیں۔

اندازہ کیا جاتا ہے کہ دنیا نصف سے زیادہ جاہل ہے اور تعلیم کی موجودہ رفتار کو دیکھکر کہا جا سکتا ہے کہ ہزار سال کے بعد بھی حال رہے گا کیونکہ پیدائش جتنی جلد ہوتی ہے۔ اتنی جلد تعلیم تو نہیں ہو سکتی۔

رنگون اور برما کے محکمۂ ڈاک نے وہاں کی پبلک سے درخواست کی ہے کہ براہ کرم آیندہ ڈاک کے ذریعہ سے انسانی سر نہ بھیجا کریں۔ وہاں دشمن کا سر کاٹ کر اس کے عزیزوں کے پاس بھیجنے کی رسم عام ہے۔

ٹریسٹ (اٹلی) میں ایک شخص دردِ معدہ کا مریض تھا حال ہی میں اسکے پیٹ کا اپریشن ہوا تو اسمیں سے جو کچھ دستیاب ہوا اسکی فہرست ملاحظہ ہو۔ نمبرو کنجیاں۔ ایک ٹین کا ڈبہ۔ ٹکڑے تین سگار ہولڈر نمبرو پنسلیں۔ پانچ کاغذ کی پن۔ ایک چمچہ۔ دو پنسل ہولڈر پانچ تراش ایک سیفٹی ریزر کا دستہ۔ چند سوئیاں ایک ٹکڑا کانچ کا اور پانچ ٹکے۔

افزائش حُسن کے آلات میں ایک اور آلہ کا اضافہ حال ہی میں ہوا ہے یہ تار کا حلقہ ہے جو ساری رات چہرہ پر چڑھا رہتا ہے اور صبح تک دونوں گالوں میں ہلکے سے گڑھے پیدا کر دیتا ہے۔

سرعت رفتار کے تازہ ترین اعداد و شمار یہ ہیں کشتی ۴۰ میل فی گھنٹہ۔ موٹر ۱۰۰ میل فی گھنٹہ۔ ہوائی جہاز ۴۴۳ اور بندوق کی گولی ۰۰۰ ۲ میل فی گھنٹہ۔

جرمنی کے ڈاکٹر اوآنف نے منجمد پٹرول طیار کیا ہے۔ جسے Solenoa کہتے ہیں یہ دیکھنے میں بتر کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہے اور ہوائی جہازوں اور موٹروں میں موم بتی کیطرح جلتا ہے۔ یہ رقیق پٹرول سے بہتر کام دیتا ہے۔

نیویارک میں اسوشی ایٹڈ ہاسپٹل سروس کے نام سے ایک تنظیم قائم ہے جو فی گھر بارہ سے تین آنے روزانہ لیکر ۱۸ سال سے کم عمر کے تمام لڑکوں کا علاج مفت کرتی ہے اور دوائیں وغیرہ بھی اپنے پاس سے فراہم کرتی ہے۔ پھر یہ سب کچھ خیرات کے سلسلہ میں نہیں ہوتا۔ یہ تنظیم اپنے مصارف خود پورے کر لیتی ہے۔

امریکہ کے بعض مقامات میں ٹڈے بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں اور کھیتوں کو کھا جاتے ہیں۔ ایک کسان نے تین ترکی مرغیاں لیں اور شام کو کھیت میں چھوڑ دیا تاکہ وہ ان کیڑوں کو کھا جائیں لیکن صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ تینوں مرغیاں بالکل بے پر و بال تھیں

بسلسلۂ صحت و سکون

(۸) مولوی ضیاء الحسن علوی ایم اے کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ داہنے ہاتھ میں اسپری ہو گئی تھی جسکی وجہ سے انکو سخت تکلیف تھی پہلے ڈاکٹری علاج ہوتا رہا جس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اپریشن کیلئے مولوی صاحب تیار نہیں ہوئے۔ ہومیوپیتھک علاج سے فائدہ ہوا اور اب تھوڑی شکایت باقی رہگئی ہے۔ خدا کرے یہ بھی جلد دفع ہو۔

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ و احباب اور سب اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ **اڈیٹر**

موسم۔ گذشتہ دو تین ہفتوں سے گرمی سخت پڑ رہی تھی۔ دن میں دھوپ بہت تیز ہوتی اور اکثر رات و دن میں حبس رہتا آسمان پر ابر آتا تھا اور نکل جاتا رہا۔ دو ہفتہ کی شدید انتظار کے بعد ۱۰ جولائی کو ایک اچھا جھیلا برس گیا تھا جس کی وجہ سے دو ایک دن کچھ ٹھنڈا رہا اور زراعت کو بھی بہت فائدہ ہونا کہا جاتا ہے۔ ۲۰ جولائی کے سے بارش بالکل نہیں ہوئی تھی۔ گرمی و حبس کی وجہ سے سخت اذیت رہی تھی اور فصل خریف کو بھی نقصان پہونچنے کا اندیشہ ظاہر کیا جا رہا تھا کہ اللہ تعالے نے رحم فرمایا ۲۸ جولائی کو اچھا پانی گرا جو زراعت کے لئے بھی مفید ہوگا اور گرمی و حبس کی تکلیف رفع ہوئی

آب و ہوا۔ ملیریا کی شکایات سنی جاتی ہیں۔

ولادت | حیدرآباد کی ایک طلاع سے یہ دریافت کر کے خوشی ہوئی کہ منشی رضی الحسن علوی صاحب (اکوٹھی محلہ) کے یہاں وسط جولائی ۱۹۳۰ء کو صاحبزادہ تولد ہوا۔ خداوند کریم مولود کی عمر دراز فرمائے اور صاحب اقبال ہو۔

تبادلہ:۔ حسب ذیل تبادلوں کی اطلاع ملی ہے

(۱) مولوی غازی الدین احمد بی۔ اے (آنرز) ایچ۔ سی۔ ایس منصف و مجسٹریٹ، بھینسہ ضلع ناندیڑ سے ہنگولی ضلع پربھنی (دکن) تبدیل ہو کر گئے ہیں۔

(۲) مولوی محمد عاصم قیس، انسپکٹر آبکاری، بسواں ضلع سیتاپور سے اکبرپور ضلع فیض آباد تبدیل ہوئے۔

(۳) قادری احمد محسن علوی، اورنگ آباد سے پربھنی (دکن) مدرسہ فوقانیہ تبدیل ہو گئے۔

(۴) مولوی متین الدین خاں علوی، سررشتہ دار، عدالت منصفی عنبڑ ضلع اورنگ آباد دکن سے گلبرگہ خاص پیر منشی دیوانی ہو کر جاتے ہیں اور تا قیام وسط اگست تک گلبرگہ ہو گیری خدمت کا جائزہ لیں گے ہم مولوی متین الدین کو ان کی ترقی عہدہ و اضافہ تنخواہ پر دلی مبارکباد دیتے ہیں

(۵) مولوی یقین الدین خاں علوی عنبڑ (دکن) سے مدرسہ دولت آباد ضلع اورنگ آباد کے مدرسہ میں تبدیل ہو کر گئے ہیں۔

صحت و سکون | (۱) مولوی حامد حسن علوی (شیخ سعدی محلہ) کی صحت اب ترقی پر ہے۔ اطلاعات ملی ہیں کہ ان کا زخم مندمل ہو گیا ہے اب صرف ضعف کی شکایت باقی ہے۔ اللہ تعالے جلد صحت کلی عطا فرمائے۔

(۲) قاضی انتظار علیخاں عباسی صاحب بی اے کا مزاج بفضلہ رو بصحت ہے اور قوت بھی عود کر رہی تھی کہ اسطرح اتفاقیہ طور پر کچھ بدہضمی کی شکایت ہو گئی دو روز طبیعت خراب رہی جسکی وجہ سے کسیقدر اضمحلال ہو گیا تھا اور کچھ ضعف بھی معلوم ہوا اب طبیعت بحال ہے۔ خدا کرے جلد موصوف بالکل صحیح و تندرست ہوں۔

(۳) منشی اظہر علیصاحب، ایم۔ ایل۔ اے کا مزاج اب بالکل اچھا ہے بفضلہ کوئی شکایت نہیں ہے۔

(۴) چودھری محمد اسمعیل (چودھری محلہ) کے متعلق معلوم ہوا کہ اب پھوڑوں میں کمی ہے اور سابقہ تکالیف میں خفت ہے۔

(۵) بابو شیو نرائن (محلہ کا نستھان) کو بمقابلہ پہلے کے سکون ہے دواؤں کا استعمال جاری ہے۔ خدا کرے جلد ازالہ مرض ہو۔

(۶) منشی احترام علی علوی (نا ڑ محلہ) کو اب بخار بالکل نہیں ہے اور صحیح و تندرست ہیں۔

(۷) منشی علی احمد (قاضی گڑھی) کو اب تپ و لرزہ کی شکایت نہیں ہے بفضلہ بحال ہیں۔

علالتیں:۔ (۱) جناب مولانا شاہ تقی حیدر قلندر کے متعلق معلوم ہوا کہ اسطرف شدید پیچش میں مبتلا ہو گئے۔ بھوپالی وید کو لکھنؤ سے بلا کر دکھایا گیا۔ انھوں نے دوائیں تجویز کی ہیں۔ باری تعالے مولانا صاحب موصوف کو جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۲) منشی یوسف حسن صاحب (اکوٹھی محلہ) کو اسہال کی شکایت ہے مزید ضعف حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالے موصوف کو

شفائے کلی عطا فرمائے۔

(۳) حکیم منشی سید حسن صاحب تحصیلدار علیگڈھ کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ آجکل اُنکی دیرینہ شکایت آنکھوں کی بہت زیادہ باعث تکلیف ہے معلوم ہوا ہے کہ تحصیل کا قیام ترک کرکے سول اسپتال کے ملحق بنگلہ میں منتقل ہو گئے ہیں کہ علاج میں آسانی ہو۔ باری تعالےٰ موصوف کی شکایت جلد دفع فرماکر صحیح و تندرست فرمائے۔

(۴) منشی احمد حسن علوی (شیخ سعدی محلہ) کو تکالیف میں آج کل سکون ہے اور طبیعت بھی قدرے چاق ہے۔ خدا کرے یہ سکون مستقل ہو اور اُن کا گلے کا مرض بالکل دفع ہو کر پوری صحت و تندرستی حاصل ہو۔

(۵) معلوم ہوا ہے کہ حبیبہ آغا قصہ احسب علیصاحب حیدر آباد سے جبہ بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی آئیں تھیں انکی صحت اچھی نہیں ہے۔ حرارت وغیرہ کی شکایت ہے۔ قصبہ سہالی میں اپنے والد کے پاس ہیں جہاں ان کا علاج ہو رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۶) بیگم مولوی سلام الدین کو یونانی علاج سے نفع معلوم ہوتا ہے حرارت میں خفت ہے اور ضعف بھی کچھ کم ہے خداوند کریم بالکل ازالہ مرض فرماکر جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

انتقال - اودناؤ کی ایک تحریر سے یہ دریافت کرکے انتہائی رنج و قلق ہوا کہ شیخ ریاست علی (گولا ٹولہ) کے نوجوان اور ہونہار فرزند شیخ حامد علی صدیقی جنکی شدید علالت کی خبر دو ماہ قبل درج اخبار ہو چکی ہے ۱۳ جولائی ۱۹۳۶ء کو بمقام لکھنؤ مرض دق انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سُنا ہے کہ مرحوم اپنے حلقۂ احباب میں نہایت ہر دلعزیز تھے اور والدین کے نہایت مطیع و فرمانبردار۔ پڑھنے لکھنے کا بہت شوق تھا اور امتحان میں کامیابی کے شوق میں عرصہ تک اپنی صحت سے لاپرواہ رہے اودناؤ و لکھنؤ میں علاج کے بعد بھوالی پہاڑ بھی بھیجا گیا لیکن فائدہ نہوا وقت آگیا تھا کوئی علاج مفید ثابت نہوا۔ ہم کو اس حادثہ میں مرحوم کے والدین سے دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ والدین و اعزہ کو اللہ تعالےٰ صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۳۰۵ سنہ ۱۹۳۶ء

بعدالت جناب منشی عبد الصمد صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دویم و تحصیل کنندہ ضلع پرتاب گڈھ

رائے بجرنگ بہادر سنگھ تعلقدار ریاست ساکن بھدری پرگنہ بہار تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈھ مدعی

بنام

ماہیر ولد ماہادیو قوم برہمن ساکن ٹھکر نیپور پرگنہ بہار تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈھ مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے آپ کے نام ایک نالش بابت بقایا لگان کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ ۷ ماہ اگست ۱۹۳۶ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جوابدہی دعویٰ کی کریں اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر وہ نیز تمام دستاویزات کو جن پر آپ اپنی جوابدہی کے تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں۔ آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہونگے تو مقدمہ بغیر حاضری آپکے مسموع اور فیصل ہوگا۔

یہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۶ ماہ جولائی ۱۹۳۶ء جاری کیا گیا۔

(مہر عدالت) دستخط حاکم بخط انگریزی

(دی یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپکر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لالی) سے مشیر الدین نے شائع کیا)